ابصار احمد

# حکم و عبر

پچھلے شمارے میں ہم نے اخلاقیات اور مذہبی عقیدے کے ربط و تعلق کا سوال اٹھایا تھا - اور اس ضمن میں قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں دین اسلام کے موقف کی وضاحت کی تھی - تاریخ فلسفہ اخلاقیات کے حوالے سے آخر کلام میں یہ بات کہی گئی تھی کہ بیشتر جدید مغربی مفکرین نے انسان کی اخلاقی حس کو مذہبی شعور کا ایک اہم جزو تصور کیا ہے اور بعض دوسرے مفکرین نے ایک قابل عمل اخلاقی لائحہ عمل کے لئے مذہب کے مابعد الطبعیاتی عقاید کو ناگزیر قرار دیا ہے -

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جانوروں پر بالعموم اخلاقی حدود و قیود کا اطلاق نہیں ہوتا - حیوانات و بہائم کی دنیا میں بعض جانور دوسرے جانوروں کی خوراک بنتے ہیں - شیر ایک بکری کو ہلاک کرکے اس کی تکہ بوٹی کردے اور اس کا خون پی جائے تو کسی کو یہ بات عجیب معلوم نہیں ہوتی - اور نہ اس کے لئے کوئی تعزیری قانون بنانے کی ضرورت ہوتی ہے - مگر یہی فعل ایک انسان اپنی ہوس کی تکمیل کے لئے کرتا ہے تو ساری انسانیت اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے - اور چاہتی ہے کہ قاتل کو اسکے قبیح فعل کی پوری سزا دی جائے - مشہور ناول نگار دوستوفسکی (Dostoevsky) کے ناول "جرم و سزا" کا ہیرو جب ایک لاولد اور بوڑھی عورت کو اس لئے قتل کردیتا ہے کہ اس کی روز افزوں مگر بیکار دولت کو اپنی اعلیٰ تعلیم کے حصول کا ذریعہ بنا سکے - تو نہ صرف ناول کے سارے کردار بلکہ تمام قاری بھی اسے مجرم قرار دیتے ہیں اور حصول علم کی قدر کرتے ہوئے بھی اس کے اس فعل کو جائز قرار نہیں دیتے کہ وہ ایک دوسرے انسان کی شمع حیات گل کرکے اس کی

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.

دو نٹ نپٹھالے - جانوروں اور انسانوں کے عمل سے متعلق ہمارے ردِ عمل میں اختلاف کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ انسان کے متعلق بجا طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ ایک اخلاقی وجود ہے - اس کے ہر فعل کو صحیح اور غلط یا خیر اور شر کی میزان پر تولا جاتا ہے - جبکہ جانور اس قسم کا کوئی شعور اپنے اندر نہیں رکھتے - ان کے یہاں صرف مفید اور مضر ( Useful and harmful ) کی تقسیم ہے۔ اس کے آگے اور کچھ نہیں - جانور ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جس سے ان کی وقتی ضرورت اور جبلی اشتہا پوری ہو - اور صرف مضرت کا خیال بعض دوسرے افعال سے انہیں باز رکھتا ہے - اس کے برعکس انسان میں از روئے قرآن ایک بنیادی اخلاقی حس ودیعت کی گئی ہے جس کے نتیجے میں وہ بعض افعال کو صحیح و جائز اور بعض دوسرے افعال کو غلط اور ناروا قرار دیتا ہے -

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَ — پھر سمجھ دی اُس کو ڈھٹائی کی اور
تَقْوٰهَا (آیت ۸، سورۃ الشمس) — بچکر چلنے کی -

معلوم ہوا کہ انسان کے لئے ایک ایسے ضابطہ اخلاق کی از بس ضرورت ہے جس میں اس کے اخلاقی شعور کے مطابق صحیح اور غلط کو متعین کیا گیا ہو - اور اس کی بنیاد پر معاشرتی اور تعزیری قوانین وضع کئے جائیں - مگر یہاں انتہائی اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انسان خود اپنی علمی کاوش سے اس قسم کا قانون وضع کر سکتا ہے - اس سلسلے میں انسانی فکر کی تاریخ شاہد ہے کہ بہترین انسانی دماغ ہزاروں برس کی کوشش کے باوجود اس میں کامیاب نہیں ہو سکے - اس ناکامی کا برملا اعلان مشہور مغربی عالم قانون پیٹن ان الفاظ میں کرتا ہے :

"یہ امر مشتبہ ہے کہ کوئی فلسفہ کبھی بھی فرد اور جماعت کے درمیان اخلاقی تعلقات ( Ethical Relationship ) کے مسئلہ کو حل کر سکے گا - اگر ہم فرد کو بذاتِ خود اصل قرار دیں تو اس کے ساتھ ہمیں یہ اقرار بھی کرنا پڑے گا کہ شخصیتوں کا واقعی نشوونما کسی اجتماع کے اندر ہی ممکن ہے - مگر اجتماع سماجی منتہا (Social ends) کو حاصل کرنے کے لئے افراد سے کتنی قربانی لے سکتا ہے؟ ایک کا مفاد کل کے مفاد کے لئے کتنا قربان کیا جا سکتا ہے؟ ان

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

سوالات کا جواب ہمیں معلوم نہیں )" لے

تاریخ فکر انسانی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ اخلاقی اقدار اور انسانی اعمال میں خیر و شر کا تعین جملہ فلسفیانہ مسائل سے مربوط ہیں اور انہیں ان سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً اخلاقی مسئلہ بالواسطہ متعلق ہے ان سوالات سے کہ اس عظیم وسیع اور وسعت پذیر کائنات میں ابن آدم کا مرتبہ و مقام کیا ہے؟ اور وہ کس حیثیت میں یہاں موجود ہے؟ انسان کو جو ذہنی، فکری اور جسمانی صلاحیتیں حاصل ہیں ان کی کارکردگی اور ان کی رسائی کے حدود کیا ہیں؟ یہ کائنات درحقیقت کیا ہے؟ اور اس میں پائے جانے والے اور اسے تسخیر کر لینے کی استعداد رکھنے والے انسانی وجود کی ماہیت کیا ہے؟

یہ وہ سوالات ہیں کہ جو انسانی ذہن میں ہمیشہ سے موجود رہے ہیں۔ انسان نے ان سوالات کا جواب پانے کی اپنی سی کوشش ہر دور میں جاری رکھی ہے۔ فلاسفہ اور حکمائے نے ان سوالات کا کھوج لگانے اور ان کا جواب دینے کی کوشش ماضی میں بھی کی اور آج بھی یہ مسائل عقلی علوم کے بنیادی اور اہم ترین مسائل خیال کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان مسائل کے بارے میں تاحال انسانی عقل کوئی حتمی رائے نہیں دے سکی ہے۔ بعض فلاسفہ نے اخلاقی اور سماجی مسائل کو اپنے طور پر ان بنیادی سوالات سے علیحدہ رکھ کر حل کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن ان کی یہ مساعی ہمیشہ کھونڈی اور غیر حقیقت پسندانہ ثابت ہوئیں۔ مثلاً بعض امریکی افادیت پسندی ( Pragmatism ) کے حامی مفکرین نے اخلاقی مسائل کو افادیت ( Utility or Interest ) کے حوالے سے طے کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان پر جلد ہی ظاہر ہو گیا کہ یہ تمام تصورات بذات خود کچھ نہیں۔ بلکہ ان کی تہہ میں بھی بنیادی اقدار ( Values ) کا مسئلہ پورے طور پر سامنے آتا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف پروفیسر پیٹن ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

" وہ کون سے مفادات ( Interest ) ہیں جن کا تحفظ ایک معیاری

---

Paton: A Text Book of Jurisprudence p.109

© rasailojaraid.com

سماجی نظام کو کرنا ہے ؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو اقدار سے متعلق ہے اور وہ فلسفہ قانون کے دائرہ بحث میں آتا ہے - مگر اس معاملے میں ہم فلسفہ سے جتنی زیادہ مدد لینا چاہتے ہیں اتنا ہی اس کا حصول مشکل معلوم ہوتا ہے - کوئی بھی قابل قبول پیمانہ اقدار (Scale of Values) اب تک دریافت نہیں ہو سکا ہے - درحقیقت صرف مذہب ہی میں ایسا ہے کہ ہم اس کی ایک بنیاد پا سکتے ہیں - مگر مذہب کی صداقتیں عقیدہ یا وجدان کے تحت قبول کی جاتی ہیں نہ کہ منطقی استدلال کی بنیاد پر" +

مندرجہ بالا اقتباس سے اس امر کا کلی ثبوت مل جاتا ہے کہ مذہبی عقاید کے بغیر انسان بے لنگر کے جہاز کی مانند ہو جاتا ہے چنانچہ مغرب کی ملحدانہ تہذیب کو اس مسئلہ کا کوئی حل اب تک اس کے سوا نہیں مل سکا کہ وہ گاہ بگاہ ایک انتہا سے دوسری انتہا کی طرف لڑھک جایا کرے - چنانچہ تغیر پذیری یا اضافیت (Reletivism) کے نظریے نے انتہائی مضحکہ خیز اخلاقی نظریات کو جنم دیا ہے - مثلاً یورپ کی یونیورسٹیوں میں پچھلے پندرہ بیس سالوں کے دوران Situation Ethics کا بڑا غلغلہ رہا ہے - لیکن ناقدین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نظریہ زیادہ سے زیادہ مخصوص احوال وظروف میں مفید ترین حکمت عملی کا مترادف تو ہو سکتا ہے لیکن اخلاقیات سے اس کا دور کا واسطہ بھی نہیں کیونکہ اس مکتب فکر میں بعض بنیادی انسانی اقدار کو وقتی مصلحتوں کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے - ★

اس بحث سے متعلق بعض دوسرے پہلوؤں پر ان شاء اللہ آئندہ کسی شمارے میں گفتگو ہو گی -

□□□□□□□

---

+ کتاب محولہ بالا صفحہ ۱۰۴

© rasailojaraid.com